اب کیا ہوگا؟

سطحی طور پر دیکھا جائے تو اونٹیریو میں سب اچھا نظر آتا ہے، حالات معمول کے مطابق چل رہے ہیں، مسلمان چین سے رہ رہے ہیں، کوئی قابلِ تشویش بات نظر نہیں آتی، بس صوبائی انتخابات ہوئے ہیں اور لبرل پارٹی جیتی ہے۔ جَون ٹوری ہار گیا ہے اور اس کی پارٹی کی پوزیشن کمزور ہوگئی ہے۔ لیکن ہمیں کیا؟ مسلمان تو ویسے بھی لبرل پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں اور ہمارے لبرل مسلمان اتنے خوش ہیں کہ آپے میں نہیں سماتے۔

مگر دور اندیش اور سمجھدار لوگ صدمے میں ہیں، گھبرائے ہوئے ہیں، وہ آنے والی مشکلات کو دیکھتے ہوئے متفکر ہیں، لیکن انہیں اپنی فکر نہیں امّت کے مفاد کی فکر ہے۔ عام لوگوں نے محسوس کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ اہالیانِ اونٹیریو کا مسلمانوں سے عناد اور انکی مسلم بے زاری کے جذبات کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ اہل قوت و اقتدار میں مسلمانوں کے دوست پہلے سے بھی کم اور مخالف اور بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اپنے حقوق حاصل کرنے کے دروازے مزید بند ہو گئے ہیں، مسلمانوں کا اثر ونفوذ جو پہلے ہی بہت کم تھا اب بالکل ختم ہوگیا ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ یہ سب مسلمانوں کا اپنا ہی کیا دھرا ہے، اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ وہ اس پر خوشیاں بھی منا رہے ہیں کہ ان کی پارٹی جیت گئی ہے۔ وہ اپنا ہی ستیاناس کر کے اس پر فخر بھی کر رہے ہیں۔ مگر کیسے؟

آیئے، اونٹیریو میں جو کچھ ہوا ہے اس کا مختصر سا جائزہ لیں تا کہ بات واضح ہو جائے۔ ڈالٹن مَیگِلنٹی جب سے وزیرِ اعلیٰ بنا ہے تب ہی سے اس کا روّیہ مسلمانوں کے بہت خلاف رہا ہے۔ جب مسلمانوں نے خانگی جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے مسلمان ثالثی کے تقرر کا حق مانگا جو ایک سیدھا سادا معاملہ تھا، تو وہ اس کا مخالف ہوا۔ گو کہ مسلمان جو حق مانگنے کے لئے آگے آئے تھے انہوں نے بھی اپنی بے وقوفی سے اسے شریعت کے نفاذ کا نام دے دیا، اور منافق لوگوں نے بھی شریعت کا نام سنتے ہی اس کی مخالفت کی، لیکن سمجھدار لیڈر ہونے کی حیثیت سے ڈالٹن کو سیدھا سیدھا ثالثی کا حق جیسے سب لوگوں کو تھا، مسلمانوں کو بھی دے دینا چاہیے تھا، مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ نہ صرف یہ کہ اس نے مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا جائز معاملہ انصاف سے حل کرنے کی بجائے ٹھکرا دیا بلکہ اس نے اپنی تقریروں میں اس پر فخر کا اظہار بھی کیا۔ ٹورونٹو کی مسلم کمیونیٹی کے نام نہاد لیڈروں کو جنہوں نے مسجدوں کو اپنی جاگیریں بنا رکھا ہے اور ان کے بل بوتے پر وہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے لبرل پارٹی کے لیڈروں کی کاسہ لیسی کرتے ہیں۔ ان خود غرض لیڈروں کی محفل میں ڈالٹن نے ڈنکے کی چوٹ پر اس بات کی ڈینگیں ماریں کہ اس نے ’’انتہا پسند‘‘ مسلمانوں کا مطالبہ مسترد کر دیا، مگر کسی مسلمان لیڈر میں اتنی غیرت نہ تھی کہ ان ڈینگوں پر اس کا احتساب کرتا، بلکہ وہ غلاموں کی طرح پھر بھی اس کی چمچہ گیری کرتے رہے۔ اس کے برعکس ڈالٹن نے یہودی رعایا کو خوش رکھنے کے لئے ہر کام کیا۔ جب اس کی حکومت کے پاس کئی ملین ڈالر کی رقم عوامی اداروں پر خرچ کرنے کے لئے موجود تھی، تو اس نے وہ رقم مسلمان سماجی اداروں کو دینے کی بجائے اس کا ۷۵ فی صد ایک یہودی ادارے کو دے دیا۔ اُس وقت اُسے مسلمان چمچوں میں سے کسی کے ادارے کو کچھ گرانٹ دینے کا خیال نہ آیا مگر مسلمان چمچے پھر بھی لبرل پارٹی کی غلامی میں لگے رہے۔

اسلامی اسکولوں کی فنڈنگ کا مسئلہ آیا تو اس شخص نے حسبِ معمول اس کی مخالفت کی اور بلکہ اسے اس طرح کا رنگ دیا کہ پُورے صوبے کے لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف جو تعصب تھا اسے ہوا دی گئی۔ پھر امیدواروں کی تقرری کا موقع آیا تو بریمپٹن مسی ساگا ساؤتھ کے حلقے میں جہاں مسلمانوں کی آبادی سکھوں سے زیادہ ہے وہاں مسلمان عورت کو نامزد کرنے کی بجائے سکھنی کو نامزد کیا۔ یعنی ہر معاملے میں اس شخص نے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔

اس کے برعکس جَون ٹوری نے حق انصاف کی بات کی۔ مسلمانوں کے ساتھ رابطہ بڑھانے کی کوشش کی۔ اسلامی اسکولوں کی فنڈنگ میں انصاف کرنے کا اصول اپنایا۔ اس مسئلے پر میڈیا اور اسلام دشمن قوتوں نے اس کی ایسی گت بنائی کہ بے چارے کو اپنے امیدواروں سے فری ووٹ کا وعدہ کرنا پڑا، اور بے چارے کی ہوا خراب ہوگئی۔ اب اگر مسلمانوں میں کوئی سیاسی سُوجھ بوجھ ہوتی اور ذاتی مفاد سے آگے بڑھ کر مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لئے کام کرنے کا جذبہ ہوتا تو وہ الیکشن میں لبرل کو ایک ووٹ بھی نہ دیتے۔ ڈالٹن کو واضح پیغام دیتے کہ ہمارا ووٹ چاہیے تو ہماری کمیونیٹی کے مسائل پر توجہ دو، ورنہ ہمارا کوئی ووٹ تمہیں نہیں ملے گا۔ ڈالٹن کی بجائے وہ آگے بڑھ کر جَون ٹوری کی مدد کرتے۔ اس کو دلاسا دیتے کہ اگر ہمارے مسئلہ کی حمایت کرنے کی وجہ سے تمہارے ساتھ بدسلوکی ہو رہی ہے، تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں کا ہر ووٹ تمہیں پڑے گا۔ اس سے اُسے بھی حوصلہ ہوتا کہ اگر میں نے ان لوگوں کی وجہ سے بُرا نام کمایا ہے تو کم از کم یہ پوری طرح میرے ساتھ ہیں۔

کہنے کو کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اسکول کی فنڈنگ کا مسئلہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں تھا دوسرے مذہبی اسکولوں کا مسئلہ بھی تھا۔ ٹوری نے ہمارے لئے نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کے لئے یہ مسئلہ اُٹھایا تھا، چلئے اس بات کو مان لیتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ میڈیا میں عوام کو کس کے اسکولوں سے ڈرایا گیا؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ صرف یہودی اسکولوں کا مسئلہ ہوتا تو یہ ناکام ہوسکتا تھا؟ مگر یہ مسئلہ حساس بنا تو صرف مسلمانوں کے اسکولوں کی وجہ سے بنا۔ ٹوری کی اگر مٹی پلید ہوئی تو صرف اس لئے ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کے اسکولوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہا، جبکہ مَیگِلنٹی ناانصافی پہ تُلا ہوا تھا۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے بہت اہم مسئلوں میں سے نہیں تھا، میں یہ بھی مان لیتا ہوں۔ میرے بچے پبلک اسکولوں میں ہی پڑھ کر جوان ہوئے ہیں۔ اگرچہ ذاتی طور پر یہ میرا مسئلہ نہیں مگر کچھ بھی ہو یہ ہماری کمیونیٹی کے ساتھ انصاف کا مسئلہ تو تھا۔ اگر انفرادی نقطہ نظر سے یہ غیر اہم بھی تھا، تب بھی یہ ہماری کمیونیٹی کا مسئلہ بن چکا تھا اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم میں سے ہر ایک کا فرض تھا کہ وہ اپنی کمیونیٹی کے مسئلہ کی خاطر اپنی رائے، اپنی دوستی اور اپنی پارٹی کو قربان کر دے۔ مگر بدقسمتی سے ہماری اکثر مسجدوں کے جاگیرداروں اور سیاسی کارکنوں نے مسلمانوں کو غلط راستے پر لگایا۔ ذاتی تعلقات نباہنے کے لئے اور ذاتی شخصیت کو اُجاگر کرنے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی غلط رہنمائی کی۔

چنانچہ ہوا یہ کہ جس پارٹی نے ہر بات ہمارے مفاد کے خلاف کی، ہمارے لوگوں نے اس کی خوب مدد کی اور مسلمانوں کے ووٹ ڈلوائے۔ مسلمانوں نے خود بھی عادت کے مطابق اندھا دھند لبرل کو ووٹ دے دیئے۔ اس کے برعکس جس شخص نے ہمارے حق میں بات کی ہم نے اس کی پارٹی کی بھی مخالفت کی اور خود اس کو بھی ہرا دیا۔ ذرا تصور کیجئے کہ پورے کینیڈا میں سے جس حلقے میں مسلمانوں کی آبادی باقی سب حلقوں سے زیادہ ہے وہ ڈَون ویلی ویسٹ کا حلقہ ہے اس حلقے سے وہ شخص ناکام ہوا جس نے نہ صرف اسکول کی فنڈنگ میں ہم سے انصاف کرنا چاہا بلکہ جو مسلمانوں کے لئے لیگل ایڈ کلینک قائم کرنے اور میڈیا میں مسلمانوں کے خلاف زہریلا مواد شائع کرنے کو مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی قرار دینے کے حق میں تھا۔ اس کے برعکس کیتھلین وِن جوان تینوں معاملات میں مسلمانوں کے خلاف تھی، مسلمانوں نے خوب آگے بڑھ بڑھ کر اس کو ووٹ ڈالے۔ چنانچہ جو عورت ظاہری دوستی کی آڑ میں ہمارے حقوق کی دشمن تھی اس کو تو ہم نے جتوا دیا اور جو ہمارے حقوق کی حمایت میں کھڑا ہوا اس کو ہم نے ایسا سبق سکھایا کہ آئندہ کوئی سیاستدان مسلمانوں کے جائز حقوق کی حمایت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اس کے مقابلے میں یہودیوں کو دیکھئے۔ اسکولوں کی فنڈنگ کے مسئلے کی وجہ سے جس حلقے میں ان کی آبادی زیادہ ہے اس حلقے میں انہوں نے متحد ہو کر بلاک ووٹ دیئے اور لبرل ممبر کو شکست دے کر پی سی کا نیا امیدوار منتخب کروا دیا۔ پھر ان کی ساکھ کیوں نہ بنے اور ان کا اثر ورسوخ کیوں نہ زیادہ ہو۔ انہوں نے دوٹوک پیغام دیا ہے کہ اگر ان کے مسئلے کی حمایت کی جائے تو وہ ووٹ اور سپورٹ مہیا کرتے ہیں۔

مگر ہم نے اپنی حرکتوں سے برملا اعلان کر دیا ہے کہ خبردار آئندہ کسی نے ہماری حمایت کرنے کی جرأت کی۔ اگر کوئی ہماری حمایت کرے گا تو جو دوسرے لوگ اس کے خلاف ہونگے وہ تو ہونگے ہم خود بھی اس کی اچھی طرح مٹی پلید کریں گے۔ ہم نے دنیا کو بھی اور لبرل پارٹی کو بھی بتایا ہے کہ بس تم ہمارے لیڈروں کی ذاتی دوستیاں نباہو اور زبانی جمع خرچ کرتے رہو، پھر تم چاہے ہمارے حقوق کو خوب پامال کرو، ہم ووٹ تمہیں ہی دیں گے، دم بھی تمہارا ہی بھریں گے۔

وہ مسلمان جنہوں نے پُوری تن دہی سے لبرل پارٹی کے لئے کام کیا ہے اگر وہ اس تجزیہ سے متفق نہیں ہیں تو وہ بڑی آسانی سے ہمیں غلط ثابت کر سکتے ہیں۔ ان کو صرف اتنا کرنا ہوگا کہ ڈالٹن مَیگِلنٹی اور لبرل پارٹی سے مسلمانوں کے مندرجہ ذیل کام کروا دیں:۔

۱۔ سرکاری اداروں میں مسلمان ملازمین کی تعداد مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے کر دیں۔

۲۔ جس طرح کئی دوسرے لوگوں کے لئے لیگل ایڈ کے ادارے بنے ہوئے ہیں، مسلمانوں کے لئے اسی طرح کا خصوصی ادارہ قائم کر دیں۔

۳۔ اونٹیریو کے حقوقِ انسانی قوانین میں ترمیم کروا کر بی سی (برٹش کولمبیا) کے صوبائی قانون کی طرح کر دیں تا کہ میڈیا میں مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز مواد شائع ہو تو اس کے خلاف ایکشن لیا جا سکے۔

۴۔ اسکولوں کی فنڈنگ میں ناانصافی ختم کر دیں۔

۵۔ غیر ملکی کوالیفیکیشن کو جانچنے اور تسلیم کرنے کے قواعد نافذ کروا دیں۔

اگر لبرل دوست یہ کام کروا دیتے ہیں تو ہم اپنی غلطی تسلیم کرنے میں خوشی محسوس کریں گے۔ لیکن اگر وہ لیڈروں کے ساتھ فوٹو کھنچوانے، اپنے فنکشن سجانے یا ذاتی طور پر فائدے حاصل کرنے کے علاوہ پارٹی سے مسلمانوں کی بھلائی کا کوئی کام نہ کروا سکیں۔ تو ان کو مان جانا چاہیے کہ انہوں نے لبرل پارٹی کی مدد کر کے مسلمانوں سے دشمنی کی ہے۔

لبرل کی حالیہ جیت کا ایک اور تشویش ناک پہلو بھی مدنظر رہنا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ مَیگِلنٹی کا سابقہ حکومت کا ریکارڈ کچھ اچھا نہیں تھا۔ اس نے اکثر و بیشتر انتخابی وعدے توڑ دیئے تھے۔ آئندہ کیلئے بھی اس کے پاس کوئی اچھا پروگرام نہیں تھا، پھر اس کو لوگوں نے اتنے ووٹ کیوں دئے اور جَون ٹوری کو اس حد تک کیوں دھتکار دیا؟ اصل بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے مَیگِلنٹی کے حق میں ووٹ ہرگز نہیں دیئے، بلکہ یہ ان کی مسلمانوں کے خلاف بیزاری اور تعصب کا اظہار ہے۔ لوگوں نے سمجھا کہ جَون ٹوری مسلمانوں کا حامی ہے لہٰذا انہوں نے اس کو روکنے کی خاطر بھاگ بھاگ کر مَیگِلنٹی کو ووٹ دیئے۔ اس سے مسلمانوں کو اندازہ ہو جانا چاہیے کہ یہاں کی آبادی کس حد تک مسلم بیزار ہے۔ حالات بتا رہے ہیں کہ یہ بیزاری بڑھتی جا رہی ہے، اور اگر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا اسی طرح جاری رہا تو یہ بیزاری اور بڑھتی جائے گی اور اگر ہم اپنے دشمنوں کو نوازتے اور دوستوں کو برباد کرتے رہے تو آپ تصور کر سکتے ہیں کہ آئندہ کیا ہوگا!